احترام شعائر اللہ

محمد صغیر حسن معصومی

شعائر اللہ کا احترام ہمارا دینی فریضہ ہے۔ جس معاشرے سے ہمارا تعلق ہے وہ خدا پر ایمان رکھتا ہے، 'لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ' کا قائل ہے، اور اس لئے اسلام کا علم بردار ہے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کو اپنا مسجود و معبود تسلیم کر لیتے ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ و سلم کو اللہ رب العالمین کا رسول و پیغمبر مانتے ہیں تو ہم اللہ کے بیان کردہ حدود و شعائر پر ایمان رکھنے کی تصدیق کرتے ہیں، اور احکام قرآنی اور اسوۂ رسول پر عمل پیرا ہونے کا عہد کرتے ہیں۔ یہی عقیدہ اور یہی ایمان ہماری نجات اخروی اور دنیوی فلاح و بہبود کا ضامن ہے۔ یہی عقیدہ ہمارے اسلاف کا تھا، یہی عقیدہ ہمارا ہے اور یہی عقیدہ اسلام کا دعوی رکھنے والی آئندہ نسلوں کا ہوگا۔ بنابریں قرآنی آیات کے مطابق عمل کرنے والے معاشرے میں کسی طرح کی خلیج اور کوئی طبقاتی درجہ بندی متصور نہیں ہو سکتی۔ ہاں! اگر ہمارا معاشرہ اپنی تہذیب، اپنی روایات، اور قرآن حکیم کی تعلیمات اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ و السلام کی اطاعت کو خیر باد کہدے تو ایسا معاشرہ ہر قسم کے تغیرات نت نئے حوادثات اور انقلابات کا شکار بن سکتا ہے۔ ایسا معاشرہ جس میں اسلامی تہذیب و روایات کا فقدان ہو، اور جو غیر اسلامی تہذیب و ثقافت کا حامل ہو کیونکر اسلامی معاشرہ کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے؟ ایک دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر سیاست، اقتصادی، سماجی اور ثقافتی امور و مسائل میں اسلامی اصول یعنی قرآنی احکام اور پیغمبر اسلام کے بیان کردہ اوامر و نواہی کی جگہ لادینی اصول و ضوابط اور مغربی افکار و نظریات سے کام لیا جائے، اور اٹھنے، بیٹھنے، کھانے

پینے ، رھن سہن ، لباس و عادات ، معاملات و عبادات ، افعال و کردار میں جن میں ھمارے مسلمان اسلاف غیر مسلموں سے بلا شک و شبہ ممتاز تھے اور جن کی وجہ سے بیک نظر مسلم و غیر مسلم میں فرق و امتیاز کیا جا سکتا تھا ، آج اگر ھم اپنے مسلمہ اسلامی طریقوں کو چھوڑ کر غیر مسلموں میں گھل مل جائیں اور اپنا امتیاز کھو بیٹھیں ، تو پھر ھمارے مسلمان کہلانے یا بظاھر دوسروں کی نقالی سے ھم میں کیا چار چاند لگ جائیں گے ؟ گزشتہ ربع صدی سے یہاں کے معاشرے میں مغربی تمدن و ثقافت کی نقالی روزافزوں ھے ، اور مشرق وسطیٰ کے اسلامی ممالک میں مغربی ثقافت کی ریل پیل ھے ، مگر ھر جگہ مسلمانوں میں نکبت و ادبار کی صورت اور گرانی و استحصال کی نحوست ھر روز بڑھتی ھی جاتی ھے ۔ کہنے کو معیارزندگی کی بلندی کا دعویٰ آج ھر کہ و مہ کی زبان پر ھے ، گھر گھر ریڈیو ٹیلیویژن کی عادت لوگوں کو پڑتی جاتی ھے ، اور ھم اس قسم کی ترقی میں نئے نئے انداز سے اضافے کی کوششیں کرتے ھیں ، مگر نتیجہ میں ھمیں قومی انحطاط اور بد اخلاقیوں کی ترقی کے سوا کچھ اور نظر نہیں آتا ۔ روز روز کے اغوا ، قتل و خون کے واقعات کے ھم اتنے خوگر ھو چکے ھیں ، کہ ان کا احساس تک نہیں ھوتا ، اور جب ھاکس بے جیسا ایک غیر معمولی واقعہ پیش آجاتا ھے ، تو ھم سب شرم و ندامت کا اظہار کرنے لگتے ھیں ، بعض غیور طبیعتیں اس کی صداقت کا انکار تک کرنے لگتی ھیں ، اور بعض سنجیدہ لوگ تعلیمی نظام میں کیڑے نکالنے لگتے ھیں ۔ رات دن کی تخریبی سرگرمیاں بھلا چند گھنٹوں کی تعمیری کوششوں کو کیوں کر پھولنے پھلنے کا موقعہ دےسکتی ھیں ۔ گھر کا ماحول، ٹولے محلے کا ماحول ، اسکول کالجوں کی فضا ، کھیل کے میدانوں کے نقشے ، جلسے ، جلوس ، مذاکرے ، لائبریریاں ، آفس و عدالت گاھیں ، تھانے اور کچہریاں ، بازار ، پارک غرض کہاں کےطور طریقے ، دینداری صداقت و ایمانداری ، دیانتداری و پرھیزگاری ، تقویٰ و طہارت ، خلوص و محبت ، پاکی و پاکبازی کے مظاھرےکرتے ھیں،کہ ھمارے اخلاق اعلی سے اعلی ھوجاتے ،

اور جب هم اخلاق فاضله سے معرا و مبرا هیں تو صرف ظاهری باتوں میں تقالی کر کے ان اقوام کا مقابله کیونکر کر سکتے هیں جو اگرچه اخلاق فاضله کی حامل نہیں مگر ایثار و قربانی اور محنت و مشقت کی عادی و خوگر هیں ، اور هر شعبۂ حیات میں ترقی کے منازل طے کرنے میں همه تن مصروف هیں ۔

یه باتیں اگرچه تمهیدی هیں مگر ان حقائق کی نشاندهی کے بغیر شعائر الله کے احترام کا ذکر بے سود هوتا ۔ قرآن پاک میں ' شعائر الله ' کا ذکر حج کے تفصیلی احکام کے بیان سے متعلق هے ۔ ایک جگه سعی بین الصفا و المروه یعنی طواف کعبه کے بعد صفا اور مروه کی پہاڑیوں کے درمیان دوڑنے کی اهمیت کا اس طرح اظہار کیا گیا هے : ' ان الصفا و المروة من شعائر الله ' بے شک صفا اور مروه الله تعالی کے شعائر میں سے هے ، یعنی الله تعالی نے ان کو نشان امتیاز قرار دیا هے ، اور اس لئے اس کے حکم سے سرتابی نہیں کی جا سکتی ، گوبظاهر هم بیان نہیں کرسکتے اور نه سمجھ سکتے هیں که ان دونوں علامتوں کے درمیان دوڑنے سے همیں کیا فائده پہنچ سکتا هے ۔ مناسک حج میں البته صفا و مروه کے درمیان سعی کی اهمیت هے اور وه بھی صرف حکم خداوندی کی وجه سے ۔ دوسری جگه سورهٔ حج میں الله تعالی کا ارشاد هے ، '' ذلك و من یعظم شعائر الله فانها من تقوی القلوب (سورة الحج: ۳۲) '' یه بات هو چکی ، اور جو کوئی دین خدا کی یادگاروں کا ادب رکھے گا ، سو یه ادب دلوں کی پرهیزگاری میں سے هے ۔

شعائر ، شعیرة یا شعاره کی جمع هے ، اسی لفظ سے اصطلاح میں شعار القوم مستعمل هے ، جس کا مفهوم هے '' جنگ میں قوم کی علامت اور نشانی '' الله تعالی کے شعائر سے مراد الله تعالی کے دین کے علم ، نشانیاں اور علامات هیں ۔ هر قوم اور هر شخص کے لئے کچھ طریقے بطور امتیاز مخصوص هوتے هیں ۔ بنابرین الله تعالی کے شعائر اس کی عبادت کے وه خاص رسوم هیں جو اس نے فرمانبردار قوم کے امتیاز کے لئے مقرر کر دئے هیں ، ان کی پابندی دلی پرهیز گاری هے ۔

قومی اور ملکی نشانوں کو ہلکا جان کر ترک کرنا ایک طرح کا فسق اور بدکاری ہے ، اس لئے کہ ان کے ترک کرنے سے قوم قوم نہیں رہتی ، قومی شیرازہ قائم نہیں رہتا ۔ آج کی طرح اس وقت بھی بعض بے باک طبائع دینی علامات اور قومی شعار کو فضول جانتی تھیں اور کہتی تھیں کہ دل میں خدا پرستی ہونی چاہئے ۔ اس کے جواب میں ارشاد ہوا کہ یہ بھی دلی پرہیزگاری سے متعلق ہے ، اس کے منافی نہیں ۔ اس آیت پاک میں شعائر سے مراد احکام حج ہیں ۔ قربانی کرنا ، طواف کرنا ، احرام باندھنا اور احرام میں شکار نہ کھیلنا ، سر منڈانا ، وغیرہ وغیرہ ۔ حضرت زید بن اسلم فرماتے ہیں : شعائر اللہ چھ ہیں : صفا مروۃ ، قربانی کے جانور ، جمار (کنکری مارنا) ، مسجد حرام ، عرفہ اور رکن یمانی ، اور ان کی تعظیم حج کے اتمام کے لئے ضروری ہے ۔ حضرات ابن عمر ، حسن اور مالک اور زید فرماتے ہیں کہ شعائر حج کے سارے مواضع منیٰ ، عرفہ ، مزدلفہ ، صفا مروہ اور خانۂ کعبہ وغیرہ سب شامل ہیں ۔ بعض کہتے ہیں شعائر اللہ ، دین خداوندی کی شریعتیں ہیں ، اور ان کی تعظیم کا مفہوم ہے ان پر سختی سے کار بند رہنا ، اور اللہ تعالی کے حکموں کو کوتاہی و سستی کے بغیر بجا لانا ۔

آئیے اس آیت پاک سے پہلے کی آیت پر بھی ایک نگاہ ڈال لیں ، ارشاد ہے :

> ذلك ، و من يعظم حرمت الله فهو خير له عند ربه ، و أحلت لكم الانعام الا ما يتلى عليكم ، فاجتنبوا الرجس من الاوثان و اجتنبوا قول الزور ، حنفاء لله غير مشركين به ، و من يشرك بالله فكانما خر من السماء فتخطفه الطير أو تهوى به الريح فى مكان سحيق ۔

” بات یہ ہے ، اور جو کوئی بھی اللہ کے محترم احکام کا ادب کرے گا ، سو یہ اس کے حق میں اس کے پروردگار کے پاس بہتر ہو گا ، اور اللہ تعالی نے حلال کر دیئے ہیں تمہارے لئے چوپائے بجز ان کے کہ جو تم کو پڑھکر سنا دیئے گئے ، سو تم بچے رہو بتوں کی گندگی سے اور بچے رہو جھوٹی بات سے ، جھکے رہو

اللہ تعالی کی طرف اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر کے ، اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے تو جیسے وہ گر پڑا آسمان سے ، پھر پرندوں نے اسے اچک لیا ، یا اس کو ہوا نے کسی دور دراز جگہ جا پھینکا '' حرمات اللہ یعنی احکام مخصوص کا بیان تو ہو چکا۔ اب ایک عام کلیہ یہ بیان ہوتا ہے کہ جو بھی احکام الہی سنے ، جو کوئی ان کا ادب و لحاظ علماً رکھے گا اس طرح کہ انہیں حاصل کرے ، اور عملاً اس طرح کہ ان کی خلاف ورزی نہ کرے ، سو یہ احکام الہی کا ادب و احترام اسی کے کام آئے گا ، اور سبب بن جائے گا بلندی درجات کا ، عفو سیئات کا ، حصول خیر و برکات کا۔ حرمات اللہ میں وہ ساری چیزیں جو محبت و تقرب سے اللہ تعالیٰ کی جانب منسوب ہیں ، داخل ہیں ، مثلاً احکام الہی ، کتب دین ، شعائر اللہ ، مقامات مقدسہ ، اوقات متبرکہ ، بندگان مقرب (ملائکہ ، انبیاء ، صلحاء) آثار کاملین وغیرہ۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ تشبیہ میں شکاری پرندوں سے مراد نفس کے اوہام اور وسوسے ہیں اور ہوا کے جھکڑ سے مراد شیطان کا حملہ ہے۔

خلاصہ یہ کہ شعائر اللہ سے آیت پاک میں خاص طور پر قربانیاں مراد ہیں ، مطلب یہ ہے کہ احکام الہی کی عام تعظیم و احترام کا کلیہ تو بیان ہو چکا ، اب تاکیدی حکم قربانیوں کے باب میں دیا جا رہا ہے ، (آجکل اقتصادی وجوہ کی بنا پر بعض لوگ قربانی کے حکم خداوندی کو نعوذ باللہ فضول سمجھتے ہیں) قبل کی آیتوں میں شرک کی مذمت بار بار ہو چکی تھی ، اس آیت نے اس بات کی وضاحت کر دی کہ شرک بری چیز ہے ، لیکن غیر اللہ کی تعظیم بری نہیں ، بلکہ جو چیزیں اللہ تعالی کی جانب منسوب و منتسب ہیں ان کی تعظیم و تکریم تو عین جزء دین ہے۔ فقہاء کرام کا استنباط اسی آیت پر مبنی ہے کہ تعظیم غیر اللہ مستقلاً ممنوع اور نا جائز ہے ، لیکن بہ لحاظ نسبت و تقرب ذات الوہیت جائز و مشروع ہے ، بعض عارفوں نے یہاں سے دو مسئلے نکالے ہیں ، ایک یہ کہ تقوی کا اصل محل قلب ہے ، دوسرے یہ کہ شعائر دین کی ، جن

کے اندر انبیاء و اولیاء کے آثار بھی شامل ھیں، تعظیم حدود شرعی کے اندر خود مشروع ھے۔ تقوی کے مفہوم میں آجکل بعض حضرات تاویلیں کرتے ھیں اور کہتے ھیں کہ اس کا مفہوم خوف الہی نہیں۔ کانوں کو بظاھر یہ بات معقول معلوم ھوتی ھے، مگر 'کانٹوں سے بچ کر چلنا، مکروھات سے احتراز کرنا ظاھر ھے خوف اور ڈر کے مفہوم کو مستلزم ھیں، اللہ تعالی کے احکام یعنی اوامر و نواھی کے بجا لانے کا خیال تو اسی لئے پیدا ھوتا ھے کہ اللہ تعالی کے حکم کی نافرمانی اور عصیان کا نتیجہ عذاب ھے، جس کے خوف سے انسان کے اوسان خطا ھوتے ھیں۔ غرض نتیجہ کے لحاظ سے تقوی کا مفہوم خوف خداوندی ھی پر منتہی ھوتا ھے۔

اب جب کہ 'شعائر اللہ' کی وضاحت کسی قدر کی جا چکی ھے، اور آیت پاک کی تفسیر بھی واضح ھو چکی ھے، بیجا نہ ھوگا اگر ھم شعائر اللہ کے مفہوم کی تحدید و تعیین کی کوشش اس طرح کریں کہ آسمان و زمین، کائنات عالم، اور ساری موجودات جن میں سے بعض کا مشاھدہ ھم کرتے ھیں اور بعض کا بلکہ بہتوں کا مشاھدہ نہیں کر پاتے سب اللہ تعالیٰ کے 'شعائر' ھیں، سب اپنے خالق اور رب العالمین کی امتیازی خصوصیتیں ھیں جن کی تعظیم و تکریم ھم پر لازم ھے، یہ مفہوم ظاھر ھے آفاقی اور کائناتی ھے۔ جب ھم اپنی نگاہ سارے عالم سے ھٹا کر انسان پر مرکوز کرتے ھیں تو اس کی زندگی کے دو پہلو ھمارے سامنے آتے ھیں، انفرادی زندگی اور اجتماعی زندگی، اور یہ دونوں ایک دوسرے سے اس طرح وابستہ ھیں کہ ایک کو دوسرے سے الگ کرنا فطری عوامل کے اثر و نفوذ سے انکار کرنا ھوگا۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے دونوں طرح کی زندگیوں کے لحاظ سے احکام و حدود کی توضیح کی ھے۔ ان سارے احکام و حدود کو ھم جیسا کہ پہلے کہہ چکے ھیں شعائر اللہ سے تعبیر کرتے ھیں، اور قرآن حکیم کے بتائے ھوئے ان ھی شعائر کی عملی تعبیر اسوۂ رسول ص، اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ و السلام کے 'خلق عظیم' ھیں جن کی اسلامی صورتیں

آثار صحابہ ، روایات تابعین اور اعمال سلف صالحین کی وساطت سے ہم تک پہنچی ہیں ، اور جن کی قلمی توضیحات احادیث نبوی کے مجموعوں ، قرآن حکیم کی تفسیروں ، اور اسلامی قوانین کے دفاتر میں محفوظ اس عہد تک آ پہنچی ہیں اور روئے زمین کے مسلمان ان کے مطابق شرایع دین کی ادائیگی کی ہمہ تن جد و جہد کرتے ہیں۔

یہ وہ شعائر اللہ ہیں جن کو ادا کرنے کی وجہ سے فرزندان اسلام نے سر زمین عرب سے نکل کر دنیا کی مہذب ترین اقوام کو اپنی ایمانی اور اخلاقی قوتوں سے مفتوح کیا۔ دشمنوں کی کثیر تعداد اور مادی وسائل کی بہتات ان بے سر و سامان ، سادہ لوح ، سادہ دل ، سادہ زندگی کے دلدادہ فرزندان اسلام کے مقابلے میں کچھ کام نہ آئی۔ رومیوں اور ایرانیوں کی فوجی تنظیمات ، جنگی تجربے ، حربی صلاحتیں ، بیش قیمت اسلحے ، جنگی گھوڑے اور جنگی ہاتھی ، چند ہزار مسلمانوں کے آگے ناکارہ ہو کر رہ گئے۔ یہ مسلمان وہی عرب تھے جن کو قیصر و کسری اور ان کی رعایا بادیہ نشین ، تہذیب و تمدن سے عاری ، اور کمزور و ناتوان سمجھتے تھے ، جن کو کبھی کسی معرکے میں اجنبیوں کے آگے کامیابی حاصل نہ ہوئی تھی۔ آج وہی بادیہ نشین رسول عربی پر ایمان لا کر شعائر اللہ کو سینے سے لگا کر اس روحانی طاقت کے حامل ہو گئے کہ بیک وقت دنیا کی ان دو بڑی سلطنتوں پر غالب آگئے ، اور ان کی فتوحات کا سلسلہ اعلاء کلمۃ الحق کی غرض سے دیکھتے دیکھتے اٹلانٹک کے ساحلوں تک اور بحرِ ہند اوربحر الکاہل کے کناروں تک جا پہنچا۔

آج کیا وجہ ہے کہ مسلمان تعداد کی اس قدر کثرت ، علمی و سیاسی سرگرمیوں ، مغربی تہذیب و تمدن میں اس قدر مہارت اور چستی حاصل کرنے کے باوجود دنیا کی دوسری عظیم طاقتوں کے دست نگر ہیں ، نیز بعض اسلامی ریاستیں دولت و ثروت ، اور بعض دوسری ہنر و فن سے مالا مال ہونے کے باوجود

خود اپنی ہستی کے لئے محتاج ہیں اور ان کی ہستی ان کا وجود دوسری اقوام کے رحم و کرم پر ہے؟ سب سے الگ ہو کر باوقار زندگی گذارنے کے ہم قابل ہیں نہ اپنی حفاظت اور دفاع کی سکت رکھتے ہیں۔ ہماری عالمگیر تنظیمیں کس کام کی؟ اگر ان میں امدادی خون دوڑانے بغیر حیات کے آثار نظر نہ آئیں۔ آج بظاہر ہم آزاد کہلاتے ہیں، مگر جب اپنے کو دیکھتے ہیں تو اپنی ساری چیزیں قرض، امداد اور عطایا کی حاصل کردہ اور مستعار نظر آتی ہیں۔ دوا، غذا، جدید رسوم و عادات، اشیاء تفریح اور علمی کتابیں، غرض کونسی چیز ہے جو خود ہماری محنت کی اپنی پیدا وار ہے، اور جس کے حصول میں ہم دوسروں کے دست نگر نہیں! حد یہ ہے کہ ہماری وابستگی اپنے دین کے ساتھ بھی مستشرقین کی رہین منت ہے۔ اور ہمارے اکثر دانشور قرآن و سنت کو بھی سمجھنا چاہتے ہیں تو بیسویں صدی کی غیر اسلامی تعبیروں اور لا دینی تفسیروں کی وساطت سے، اور اسلامی تعلیمات و عقاید سے جو کچھ واقفیت رکھتے ہیں وہ بھی انگریزی زبان اور انگریزی کتابوں کے وسیلے سے!

اسلام بہر کیف، مایوسی اور قنوطیت سے منع کرتا ہے، اور ہر وقت اپنے فرزندوں کے امن و تحفظ کی ضمانت کا وعدہ کرتا ہے۔ آئیے ایک بار پھر ہم جائزہ لیں کہ کن عوامل کو اپنانے سے ہم ترقی اور فلاح و بہبود کی راہ پر گامزن ہو سکتے ہیں۔ انگریزی زبان سیکھنا کسی طرح حرام نہیں، کہ علوم جدیدہ میں اور سائنس کے مختلف شعبوں میں مہارت پیدا کرنے کے لئے یہ زبان بین الاقوامی حیثیت کی حامل ہے۔ تجربی علوم میں نیز ہر طرح کے فنون میں جن پر ہماری بقا و ترقی کا دار و مدار ہے کمال حاصل کرنا دینی فرائض میں داخل ہے۔ ہماری نکبت و افلاس کی اصل وجہ اس بات کے احساس کا فقدان ہے کہ ہم مسلمان ہیں وہ مسلمان جس کو اخلاق فاضلہ کا مجموعہ ہونا چاہئے۔ جس کو ایثار و قربانی، اخلاص و محبت کا پتلہ ہونا چاہئے جس کا نام اس بات کی

ضمانت دیتا ہے کہ یہ عزم کا سچا اور قول کا پکا ہے ، یہ اعتماد کے لایق ہے اور وعدہ خلافی کبھی نہیں کر سکتا۔ اگر آج بھی ہم یہ عہد کر لیں کہ امن و امان سے خود رہیں ، اور اپنے مسلمان بھائیوں اور دوسری رعایا کو امن و امان کے ساتھ رہنے دیں ، ریا ، استحصال ، جھوٹ ، فریب سے احتراز کریں اور دنیا کی محبت کو ایک سچے مسلمان کی طرح ترک کر دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ شکست خوردہ قوم پھر سر بلند نہ ہو جائے ، اور ہماری خوبیاں دوسروں کے لئے مشعل راہ نہ بن جائیں !